گرائمر

حصہ دوم

KPK BOARD

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

4

گرائمر(حصہ دوم)

CONTENT

01 امدادی یا معاون فعل کا استعمال (عبارت میں معاون فعل کی تلاش)

02 متعلق فعل کی تعریف و استعمال سے آگاہی (افعال کے حوالے سے متعلق فعل کو عبادت میں تلاش کرنا)

03 علم بدیع اور صنعتوں کی تعریف

04 مستحمل العزین

05 اصنافِ ادب

06 اصنافِ نثر کی تعریف اور پہچان

امدادی یا معاون فعل کا استعمال (عبارت میں معاون فعل کی تلاش)

امدادی یا معاون فعل:

امدای یا معاون فعل وہ ہوتا ہے جو کسی اصل فعل کے ساتھ مل کر مرکب بناتا ہے، اس کے معنی میں زور پیدا کرتا ہے اور کام کی تکمیل کو واضح کرتا ہے۔

مثلاً: اس نے سانپ کو مار ڈالا میں نے کتاب پڑھ لی ہے۔
ان جملوں میں ''ڈالا'' اور ''لی'' امدادی فعل ہیں کیونکہ ان دونوں افعال نے معنی میں زیادہ وضاحت اور زور پیدا کیا ہے۔

امدادی یا معاون فعل:

یہ وہ فعل ہے جو کسی جملے میں اصل فعل کے ساتھ مل کر پر زور انداز میں بات کو مکمل کر دیتا ہے۔ امدادی فعل کے استعمال سے جملہ موثر اور واضح ہو جاتا ہے۔

جیسے: میں نے تمہاری بات عن لی وہ صبح سویرے جاگ اُٹھا۔
پہلے جملے میں "من" اصل فعل ہے اور "لینا" امدادی فعل ہے۔ دوسرے جملے میں ''جاگنا'' اصل فعل ہے جب کہ المنا" امدادی فعل ہے۔ اس کے علاوہ آجاتا کھا لینا مارا انا سو جانا وغیرہ امدادی یا معاون افعال ہیں۔

سوال نمبر 1 درج ذیل جملوں میں امدادی افعال کی نشاندہی کریں:
(الف) میں نے سلیم کو زمین پر پیخ دیا۔ (ب) اُسے اپنی بات واضح کرنے دو۔
(ج) اندھا اچانک گڑھے میں گر پڑا (ر) جاگ اُٹھا ہے نہارا وطن ساتھیو!
(د) جو میں نے سنا ہے وہ مجھ سے بیان نہیں ہو سکتا۔۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

جواب: امدادی افعال: (الف) دیا (ب) دو (ج) پڑا (د) اُٹھا (ہ) سکتا

سوال نمبر 2۔ پانچ ایسے جملے لکھیں جن میں امدادی افعال کا استعمال ہو۔

جواب:
(1) چلتے چلتے ایک میدان وسیع الفضاد میں جا نکلا ہوں۔ (امدادی فعل: جانکلابا)
(۲) اُنھوں نے مجھے سوتے سوتے چونکا دیا۔ (امدادی فعل: چونکا دینا)
(۳) اس نے مجھے صلاح دی کہ ایک نقاب منہ پر ڈال لو۔ (امدادی فعل: ڈال لینا)
(۴) اس کے قلم نے ایک جہان سے لڑائی باندھ رکھی ہے۔ (امدادی فعل: باندھ رکھنا)
(۵) دور سے دیکھا بے شمار لڑکوں کا غول، غل مچاتا چلا آتا ہے۔ (امدادی فعل: چلا آنا)

سوال نمبر ۳: اُردو میں درج ذیل افعال بطور معاون افعال استعمال کیے جاتے ہیں۔ آپ ان کی مدد سے دو دو جملے بنائیں۔ جن میں یہ بطور امدادی یا معاون فعل استعمال ہوں۔

دینا۔ لینا۔ آنا۔ ڈالنا۔ جانا۔ پڑنا۔ اُٹھنا۔

جواب:

امدادی فعل	جملوں میں استعمال
دینا	(الف) اس نے میری طرف اُچھال دیا (ب) میں نے اسے کمرے سے نکال دیا۔
لینا	(الف) اس نے بچے کو منا لیا۔ (ب) میں نے اس کی ٹوپی چرا لی۔
آنا	(الف) میں اسے ایک ضروری بات بتانے آیا ہوں۔ (ب) اُن کو زمانے کے ساتھ چلنے کا ڈھنگ نہیں آتا تھا۔
ڈالنا	(الف) تم نے تو مجھے مار ہی ڈالا تھا۔ (ب) حسن نے جمال کو دانتوں سے کاٹ ڈالا۔
اُٹھانا	(الف) پتوں کا اس طرح بکھر جانا خزاں کی علامت ہے۔ (ب) آرام کے لیے بستر پر لیٹ جانا۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

پڑنا	(الف) ایک ضروری کام سے مجھے پشاور جانا پڑا۔ (ب) ماں کی بیماری کا سن کر اسے جلد واپس آنا پڑا۔
اُٹھانا	(الف) وہ مارے درد کے چلا اٹھا۔ (ب) دیکھتے ہی دیکھتے ایک آگ سی جل اُٹھی۔

سوال نمبر 4 درج ذیل جملوں میں معاون افعال کی نشاندہی کریں:

الف۔ ابرار معاشرے میں اپنا وقار کھو بیٹھا۔ جواب: معاون فعل: بیٹھنا

ب۔ ہجوم میں تو میرا دم گھٹنے لگا تھا۔ جواب: معاون فعل: لگنا

ج۔ کاش تم میچ جیت سکو۔ جواب: معاون فعل: سکنا

د۔ تمام طلبہ یک زبان بول اُٹھے۔ جواب: معاون فعل: اٹھنا

ہ۔ تھانیدار ملزم پر برس پڑا۔ جواب: معاون فعل: پڑنا

سوال نمبر 5 اُردو میں درج ذیل افعال بطور معاون افعال استعمال کیے جاتے ہیں۔ آپ ان کی مدد سے جملے بنائیں۔ جن میں یہ بطور امدادی یا معاون فعل استعمال ہوں۔

پڑنا، گر پڑنا، اٹھنا، جا گرنا، لگنا، لینا، رہ جانا، دے مارنا، لا نا سکیں، پڑیں، اُٹھالیا، لگیں، گئیں، ہوئی۔

امدادی افعال	جملے
(پڑنا)	آسمان ٹوٹ نہ پڑے۔
(گر پڑنا)	زلزلے میں اگر کوئی گر پڑے۔
(اُٹھنا)	دو برتن بھی ٹکرا کر بج اٹھتے ہیں۔
(جا گرنا)	گیند بالٹی میں جا گری۔
(لگنا)	دونوں غصے سے رونے لگیں۔
(لینا)	آنکھیں سجالی تھیں۔
(رہ جانا)	دم بخود ہو کر رہ گئیں

(لانا)	باورچی خانے سے لکڑی اُٹھا لائیں
(دے مارنا)	لکڑی بچے کے پیٹ پر دے ماری۔
(میں)	بیگم صاحبہ کو اُن کے پاس بھیج کر انھیں سمجھا سکیں۔
(پڑیں)	اور بیگم راجہ کو پھر سے کپڑے دھونے پڑیں۔
(اٹھالیا)	بیگم راجہ نے دونوں ہاتھ بڑھا کر بیگم خواجہ کے بیٹے کو اُٹھا لیا۔
(لگیں)	اور اسے اپنے کولہے پر بٹھا کر تھپکے لگیں۔
(گئیں)	پھر زخم کی بڑھتی ہوئی سرخی دیکھ کر وہ روتی ہوئی بچے سے لپٹ
(ہوئی)	اور اُسے سینے سے لگا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

سوال نمبر 6۔ کم از کم دس ایسے جملے لکھیں جن میں امدادی افعال کا استعمال ہو۔

جواب: ا۔ اس سے لوگوں کو طرح طرح کے شبہات ہونے لگتے ہیں۔
۲۔ کانگرس والوں نے بھی اپنا سالانہ اجلاس منعقد کرنے کی ٹھان لی۔
۳۔ اس اخبار نے میرے ان خطوط کے بل پر اپنا ایک کانگرس نمبر بھی نکال مارا۔
۴۔ مجھے مرید پور کا قومی لیڈر قرار دے دیا گیا۔
۵۔ رستے میں سانگا کے سٹیشن پر گاڑی بدلنی پڑتی تھی۔
۶۔ اس پر بہت سے لوگ کھل کھلا کر ہنس پڑے۔
۷۔ سب لوگ اطمینان کے ساتھ ایک ایک لفظ سن لیں۔
۸۔ اس نے کہانی کو بھی لکھ لیا۔
۹۔ جس کسی کو ایک میز ایک کرسی اور ایک گلدان میسر آیا۔
۱۰۔ اور راستہ کچھ صاف ہوتا دکھائی دیا۔

متعلق فعل کی تعریف و استعمال سے آگاہی
(افعال کے حوالے سے متعلق فعل کو عبادت میں تلاش کرنا)

متعلق فعل:

متعلق فعل وہ کلمہ ہے جو فعل یا کام کرنے سے متعلق کچھ بتائے۔

مثلاً: اچھا لڑکا خوب کام کرتا ہے۔ اشرف اچانک راستہ بھول گیا۔

ان جملوں میں "خوب" اور "اچانک ایسے کلے ہیں جو فعل یا کام کرنے سے متعلق کچھ بتاتے ہیں یعنی کام کیے ہو یعنی ایسے کلموں کو متعلق فعل کہتے ہیں۔

استعمال: تمیز فعل یا (متعلقات فعل) خواہ الفاظ ہوں یا فقرے عموماً ان کے الفاظ قبل آتے ہیں جن سے ان کا تعلق ہوتا ہے بعض اوقات وہ فعل اور اسکے مفعول کے درمیان آجاتے ہیں۔ عام طور پر یوں سمجھنا چاہیے کہ جوں جوں وہ ایسے سے دور ہو جاتے ہیں ویسے ہی زور زیادہ بڑھ جاتا ہے۔ یا انھیں الفاظ متعلقہ کے بعد یا افعال کے دو اجزا کے درمیان باما سے زور پیدا کیا جاتا ہے۔

جیسے: جلدی چلو مجھے ہر روز تاتا ہے۔ اسکا مزاج چڑ چڑا بہت ہے۔ یہ کہو تم آگے کب۔ اب میں چھوڑ کر جاؤں کہاں۔ لیکن جب تمیز کا تعلق کل جملے سے ہوتا ہے دو جلہ کے شروع میں آتی ہے۔ جیسے دلتا وہ بہت پر سے گر پڑا۔

تمیز یا متعلق فعل: وہ لفظ جو فل کی کیفیت یا حلت میں تھوڑی سی کمی بیشی کرتے ہیں۔

چند تمیزی الفاظ درج ذیل ہیں: کبھی، کبھی کبھی، کبھی نہیں، کبھی نہ کبھی، ہمیشہ، اکثر، عموما، آئے دن، روز روز، یکا یک، اچانک، جلد، جلدی وغیرہ وغیرہ۔

درج بالا تمیزی الفاظ سے دو دو جملے بنائیں۔

الفاظ	جملے
کبھی	ا۔ احمد بھی کبھی میرا دوست تھا۔ ۲۔ میں کبھی کراچی نہیں گیا۔
کبھی کبھی	1۔ انسان کبھی کبھی زندگی سے اُکتا جاتا ہے۔ ۲۔ میں کبھی کبھی لاہور جاتا ہوں۔
کبھی نہیں	ا۔ وہ ہمارے گھر کبھی نہیں آئے گا۔ ۲۔ میں سوات کبھی نہیں گیا

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

کبھی نہ کبھی	ا۔ کبھی نہ کبھی تو اس سے ملاقات ضرور ہو گی۔ ۲۔ کبھی نہ کبھی وہ ضرور آئے گا۔
ہمیشہ	ا۔ میں ہمیشہ اسے یاد کرتا ہوں۔ ۲۔ ہمیشہ سچ بولو۔
اکثر	ا۔ اس سے میری ملاقات اکثر ہوتی رہتی ہے۔ ۲۔ وہ اکثر رات کو دیر سے گھر لوٹتا ہے۔
عموماً	ا۔ وہ عموماً غصے کی حالت میں رہتا ہے۔ ۲۔ عموماً اس کی جیب خالی ہوتی ہے۔
آئے دن	ا۔ آئے دن اس کی فرمائشیں بڑھ رہی ہیں۔ ۲۔ آئے دن کے ہنگاموں سے میں تنگ آچکا ہوں۔
روز روز	ا۔ وہ روز روز کے جھگڑوں سے تنگ آگیا تھا۔ ۲۔ پلا دے مجھے وہ سے پردہ سوز کہ آتی نہیں فصل گل روز روز
یکایک	ا۔ یکایک زوردار دھماکہ ہوا اور میں اپنی جگہ سے اچھلا۔ ۲۔ یکایک بادل برس پڑے۔
اچانک	ا۔ وہ اچانک کمرے میں داخل ہوا۔ ۲۔ اچانک زلزلہ محسوس ہونے لگا۔
جلد	ا۔ بہت جلد میری ترقی ہو جائے گی۔ ۲۔ جلد گھر واپس آجانا۔
جلدی	ا۔ جلدی کا کام شیطان کا ہوتا ہے۔ ۲۔ فیصلہ کرنے میں جلدی نہ کریں۔

متعلق فعل کیا ہوتا ہے؟ فعل، فاعل اور مفعول کی مناسبت سے کیسے تبدیل ہوتا ہے؟

جواب: متعلق فعل متعلق فعل وہ کلمہ ہے جو فعل یا کام کرنے سے متعلق کچھ بتائے۔

مثلاً: اچھا لڑکا خوب کام کرتا ہے اشرف اچانک راستہ بھول گیا۔

ان جملوں میں ''خوب'' اور ''اچانک ایسے کلمے ہیں جو فعل یا کام کرنے سے متعلق کچھ بتاتے ہیں یعنی کام کیسے ہُوا اور ایسے کلموں کو متعلق کہتے ہیں۔

فعل اپنے فاعل اور مفعول کی مناسبت سے مندرجہ ذیل اصولوں کے تحت تبدیل ہوتا ہے۔

<u>فعل، فاعل کی مناسبت سے:</u>

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

۱۔ اگر کسی جملے میں فعل لازم آئے تو فعل ہمیشہ اپنے فاعل کے مطابق مذکر و مونث یا واحد، جمع میں بدلے گا۔ جیسے: سلیم گیا، ثناء آئی، بچے کھیلتے ہیں، بچہ کھیلتا ہے وغیرہ۔

۲۔ اگر فعل متعدی ہو اور اس کے ساتھ علامت "نے" لگی ہو تو اس صورت میں فعل اپنے فاعل کے بجائے مفعول کے مطابق بدلے گا۔ جیسے: سمیع اللہ نے کھانا کھایا، اور علی نے ہاتھ دھوئے وغیرہ۔)

۳۔ جب کسی جملے میں فاعل ایک سے زیادہ ہوں تو فعل کی تذکر و تانیث یا واحد جمع آخری فاعل کے مطابق بدل لیں۔ جیسے: بچے اور بچیاں جا چکی تھیں۔ کہتا ہیں اور قلم گر گیا۔

۴۔ اگر دو فاعل حروفِ عطف کے ذریعے ملے ہوں تو انسان ہو تو فعل جمع آئے گا۔ جیسے: فاطمہ اور عائشہ گھر چلی گئیں اور اگر دونوں فاعل انسان نہ ہوں تو فصل واحد آئے گا۔ جیسے: بچھو اور سانپ مر گیا۔

۵۔ فاعل کی تعظیم (عزت) کے لیے استعمال ہونے والے فقروں میں فعل ہمیشہ جمع کی صورت میں آئے گا۔ جیسے: ابا جان گھر آ گئے ہیں۔ کیا آپ بیمار ہیں؟

<u>فعل، مفعول کی مناسبت سے:</u>

۱۔ کسی جملے میں، فعل، مفعول کے واحد یا جمع ہونے کی مناسبت سے بدلتا ہے یعنی اگر مفعول واحد ہے تو فعل واحد آئے گا اور اگر مفعول جمع ہے تو فعل بھی جمع آئے گا۔

جیسے: 1) علی نے جوتا اتارا۔ ii) میں نے برتن دھوئے

۲۔ اسی طرح کسی جملے میں فعل کو مذکر یا مونث میں درج بالا اصول کے تحت ہی بدلا جائے گا۔

۳۔ جب جملے میں دو مفعول آئیں اور دونوں مذکر ہوں تو فعل مذکر آئے گا۔ جیسے: پینسل اور ربڑ کھو گیا۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

۴۔اسی طرح اگر دونوں مفعولوں میں پہلا مذکر اور دوسرا مونث ہو تو فعل مونث آئے گا۔ جیسے : موم بتی اور دیا بجھ گئے۔
کسی جملے میں اگر فعل مجہول پایا جائے تو اس کا فعل اپنے مفعول کے مطابق مذکر، مونث یا واحد جمع میں تبدیل ہو گا۔
جیسے :۱) ٹیبل رکھا گیا (مذکر) ۲) کرسی رکھی گئی (مونث)
۳) خط لکھا تھا (واحد) ۴) پر لکھے تھے (جمع)

علم بدیع اور صنعتوں کی تعریف

بدیع کے معنی ہوتے ہیں بنانے والا، موجود نیا اور انوکھا۔ اردو ادب میں یہ وہ علم ہے جسکی بدولت یہ معلوم ہوتا ہے کہ کالام گفتگو یا تحریر میں خوبصورتی کیسے پیدا کی جاتی ہے کالام کی آرائش و زیبائش کن طریقوں سے ہوتی ہے۔ یہ وئ علم ہے جو کالام کے حسن و جمال، زیب و زینت اور اس کی خوبیوں کی بحث کرتا ہے۔
اس مقصد کے لی اپنائے گئے تمام طریقوں کو صنعتیں صنائع یا محسنات کہا جاتا ہے۔ اور یہ صرف حسن کلام کے لے استعمال کی جاتی ہیں۔ یعنی ان کے استعمال نہ کرنے سے کلام کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اگر انہیں استعمال کیا جائے آگا ہی
حسن دوبالا ہو جائے۔ یہ صنائع یا صنعتیں بنیادی طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں
الف- صنائع لفظی ب۔ صنائع معنوی

<u>علم بدیع معنی و مفہوم:</u>
علم بدیع اُردو ادب کی ایک اہم قسم ہے۔ اس کے لفظی معنی کلام میں ندرت پیدا کرنا۔ کوئی اچھوتی بات کرتا۔ اور نادیا پیدا کرنا کے ہیں۔ یہ علم بدیع کا میدان ہے۔ اسکے لغوی معنی نیا۔ نادر اور عمدہ کے ہیں۔
اس علم میں مختلف قسم کی صنعتیں بیان کی جاتی
ہیں۔ اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔
الف صنائع لفظی۔ ب۔ صنائع معنویم

الف۔ صنائع لفظی :

صنعت کے معنی بناوٹ کے ہیں۔ بنانے والا صانع اور بنے والا مصنوع ہے۔ یہ کائنات اللہ

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

PreMed

نے بنائی اور ہم سب اللہ کی ورت نھید مصنوعات ہیں۔ شاعر بھی صناع ہوتا ہے۔ شاعر لفظوں کا پارکھ ہوتا ہے وہ لفظوں کا نباض ہوتا ہے۔ ہر شاعر معنوی اعتبار سے لفظوں کی نوع بھر نوع شکلاییں بناتا ہے۔ لفظ و معنی کا رشتہ نازک اور پیچیدہ ہے۔ بعض نے اس کو جسم وروح کا رشتہ قرار دیا ہے۔ شاعر علی شعبدہ باز ہوتے ہیں اور اپنی شاعری میں مختلف صنعتیں استعمال کرتے ہیں۔ اس کی بہت سی اقسام ہیں۔
جیسے صنعتِ قلب۔ صنعت سیاۃ الاعداد۔ صنعت ترصیع - صنعت ایہام۔ صنعت تلمیح۔ صنعت تضمین۔ صنعت منقوط ال صنعت غیر منقوطہ اور صنعت ذوالقوافی شامل ہیں۔

ا۔ صنعت قلب:

انسان کو انسان اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جلد مانوس ہو جاتا ہے۔ اور قلب کو قلب اس لیے کہتے ہیں کہ یہ اولتا بدلتا رہتا قلب کے لغوی معنی بدلنا۔ تبدیلی اس سے لفظ انقلاب ہے۔ اگر کسی لفظ کو الٹنے سے وہی لفظ دوبارہ بن جائے۔ اگر کسی لفظ کے ں ہیں۔ قلب کل۔ قلب بعض اور قلب مستوی شامل ہیں۔

اس کی مثال ملاحظہ فرمائیں: دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر صدا۔
از رو غور شنج کو الٹو تو جنگ ہے
کلام میں اعداد کا ذکر کرنا، خواہ ترتیب سے ہوں یا بے ترتیب ہوں، سیاقتہ الاعداد کہلاتا ہے۔
۲۔ صنعتِ سیاقتہ الاعداد کی مثالیں:

آکے پتھر تو مرے صحن میں دو چار گرے جتنے اس پیڑ کے پھل تھے پس دیوار کرے
عمر دراز مانگ کے لائے تھے چار دن دو آرزو میں کٹ گئے دو انتظار میں
ہیں قتل عام، کرتے وہ اغیار کے لیے دس میں روز مرتے ہیں دو چار کے لیے
تم سلامت رہو ہزار برس ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

یا

یہ ایسی صنعت ہے جس میں شاعری میں اعداد کا ذکر ملتا ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔ کبھی ایک مصرعے میں کچھ اعداد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ جبکہ دوسرے مصرعے میں ان اعداد کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس طرح کبھی متواتر اعداد ہوتے ہیں ان کی کوئی معین
صورت نہیں ہے۔ اس کی مثالیں ملاحظہ فرمائیں:
اب تو شش جہت تنگ ہے ہم پر اس سے ہوتے نہ ہم دو چار اے کاش
ایک دو تین چار پانچ چھ سات آٹھ نو دس بس انشاء بس

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

۳۔ صنعت ترصیع:

یہ ایسی صنعت ہے جس میں شعر کے دو مصرعوں کے تمام ارکان باہم۔ ہم وزن۔ ہم سمیع ہوں عموما مجع کو نثر کی صنعت ار کیا جاتا ہے۔ یا ایسے الفاظ جس کے آخری آواز میں ایک جیسی ہوں جیسے یار غار۔ انکار۔ افکار وغیرہ۔ اس کی یہ مثالیں ہیں:

باصر ہیں یہ بصیر ہیں اہل وفا ہیں　یہ قادر ہیں یہ قدیر میں اہل سخا ہیں یہ
صاحب تحقیق را جلوت عزیز　صاحب تخلیق را خلوت عزیز

۴۔ صنعتِ ایہام:

اس کے معنی وہم میں ڈالنا ہیں۔ شاعر عموماً! ایسے لفظ استعمال کرتا ہے جس میں شاعر قریب کے معنی کو سمجھیا ہے مگر شاعر کا مقصد معنی بعید کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔ اس صنعت کی خوبصورت مثال ملاحظہ فرمائیں:

مثالیں:

شعلے جو اٹھے آتش رخسار یار کے　بالے کی مچھلیوں کو سمندر بنا دیا

۵۔ صنعت تلمیح:

صنعت تلمیح سے مراد کلام میں کسی قرآنی آیت، حدیث شریف، کسی مشہور تاریخی واقعہ یا علمی اصطلاح کو نظم کرنا ہے۔ تلمیح کے لفظی معنی "اشارہ" کے ہیں۔ جب کسی شعر میں آیت، حدیث یا تاریخی واقعہ کی طرف اشارہ کیا جائے تو اس کو "صنعت تلمیح" کہتے ہیں۔ مثلاً: آتش نمرود، کوہ طور، زلیخا، ابن مریم۔

مثالیں:

وہ نغمہ داؤد پرندوں کی صدا میں　پیراہن یوسف کی وہ تاثیر ہوا میں

نغمہ داود: نغمہ داؤد سے مراد داؤد علیہ السلام کی وہ مترنم اور پر تاثیر آواز ہے جس میں وہ زبور پڑھا کرتے تھے جس کو سننے کے لئے انسانوں کے علاوہ جانور اور پرندے بھی جمع ہو جاتے تھے۔

پیراہن یوسف: پیراہن یوسف سے مراد یوسف علیہ السلام کی وہ قمیض ہے جو یوسف نے مصر سے اپنے باپ یعقوب کے لئے کنعان بھیجی تھی اس قمیض کی خوشبو سے یعقوب علیہ السلام نے بے ساختہ کہا تھا کہ میرے بیٹے یوسف کی قمیض ہے اور جسے آنکھوں سے لگا کر یعقوب علیہ السلام کی اندھی آنکھوں میں بینائی واپس آگئی تھی۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

چند شعری مصرعوں میں "صنعت تلمیح کا استعمال ہوا ہے، جو حسب ذیل ہیں:

ا۔ جو مسجود ملائک یہ وہی آدم ہے۔ ۲۔ تھا براہیم پدر اور پسر آذر ہیں۔
۳۔ پاسبان مل گئے کعبے کے صنم خانے سے۔ ۴۔ حیدری فقر ہے، نے دولت عثمانی ہے۔ ۵۔ آ گئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا!
مصرعے میں خاک کی چٹکی،، صنعت تلمیح ہے۔ جس میں آدم کی طرف اشارہ ہے جنھیں مٹی سے بنایا گیا تھا۔
۶۔ بت شکن اُٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں
دوسرے مصرعے میں صنعت تصحیح بت شکن،، ہے۔ جس سے مراد محمود غزنوی ہے جنھوں نے سومنات مندر کے بت توڑے تھے۔

۷۔ جلوہ طور تو موجود ہے موسیٰ ہی نہیں
تیرے مصرعے میں " جلوۂ طور "اور " حضرت موسیٰ "کو صنعت تلمیح کے طور پر استعمال کیا ہے اور کوہ طور پر پیش آنے والے واقعے کی طرف اشارہ ہے۔
۸۔ ہے عیاں یورش تاتار کے افسانے سے
چوتھے مصرعے میں یورش تاتار "چنگیز خان (تاتاری) کے بغداد اور دیگر مسلمان سلاطین پر حملوں کی طرف اشارہ ہے۔

<u>۶۔ صنعت تضمین</u>:
تضمین کے لغوی معنی ہیں "ملانا" یا" شامل کرنا۔ علم بدیع کی رو سے تضمین سے مراد کسی شاعر کے ایک مصرعے پر سرا مصرع لگانا۔ یعنی جب شاعر کسی دوسرے شاعری کے ایک مصرعے کے ساتھ دوسرا مصرع اپنا لگاتا ہے تو اس کو صنعت تضمین کہتے ہیں۔ دوسرے شاعر کے مصرعے کو واوین ("") میں لکھا جاتا ہے۔

مثال نمبر ا۔
آج کل یہ ہے نماز اور کبھی وہ تھی نماز ”ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود وایاز"
اس شعر میں پہلا مصرع سید محمد جعفری کا اور دوسرا اقبال کا ہے

مثال نمبر ۲۔
غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقول ناسخ "آپ بے بہرہ ہے جو معتقد میر نہیں"
اس شعر میں پہلا مصرع غالب کا جب کہ دوسرا ناسخ کا ہے۔

ب۔ صنائع معنوی:

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

اس صنف میں صنائع لفظی کے بر عکس گہری سطحوں کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔اس میں معنوی حسن کو اہمیت دی جاتی ہے۔اس کی یہ اقسام ہیں۔
صنعت مراعاۃ النظیر۔ صنعت حسن تعلیل۔ صنعت لف و نشر۔ صنعت تضاد۔ صنعت سوال وجواب۔
صنعت تجنیس۔ صنعت جمع ۔ صنعت تفریق۔ وغیرہ

صنعت مراعاۃ النظیر :
کلام میں کسی چیز کا ذکر کرنا اور پھر اس کی مناسبت سے دوسری چیزیں لانا بشر طیکہ یہ چیزیں متضاد نہ ہوں مراعاۃ النظیر کہلاتا ہے۔

جیسے : بکنے والوں میں جہاں ایک سے ایک آگے ہو
ایسے میلے میں خریدار کو کیا بولنا ہے
جیسے مندرجہ بالا شعر میں بکنے کی مناسبت سے میلے اور خریدار کا ذکر کیا گیا ہے۔

مزید مثالیں :
(۱)۔زندگانی کی حقیقت کوہکن کے دل سے پوچھ جوئے شیر و تیشہ سنگ گراں ہے
(۲)۔مہکے جو پھول تیز چلی اور بھی ہوا آئی خزاں بھی رونق گلزار دیکھ کر
(۳)۔کشتیاں سب کی کنارے پر پہنچتی ہیں امیر ناخدا جن کا نہ ہو اُن کا خدا ہوتا ہے
صنعت مراعاۃ النظیر :
یا

جب شاعر شعر کے پہلے مصرے میں کوئی لفظ لاتا ہے اور پھر دوسرے مصرعے میں اس لفظ سے متعلق دوسری چیزوں کا ذکر کرتا ہے۔ تو اسے مراعاۃ النظیر کہتے ہیں۔ مثلاً اقبال کے اس شعر میں پہلے مصرعے میں فرہاد کا ذکر ہے اور دوسرے مصرعے میں
اس سے متعلق اشیا کا بیان ہے۔
مثال :
آشنا اپنی حقیقت سے ہوا، دہقاں ذرا دانہ بھی تو، کھیتی بھی تو، حاصل بھی تو
اس شعر میں دہقان کی مناسبت سے دانہ، کھیتی، باراں اور حاصل (فصل) کا ذکر کیا گیا ہے۔

<u>۶۔ صنعت حسن تعلیل:</u>
جب شاعر شعر میں کسی چیز کی ایسی وجہ یا سبب بیان کرتا ہے جو در حقیقت اس کی وجہ نہیں ہوتی تو اسے صنعت حسن کی تعلیل کہتے ہیں۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

مثال نمبر ا۔
تمہارے شہیدوں میں شامل ہوئے ہیں گل و لالہ وار غواں کیسے کیسے

اس شعر میں شاعر سرخ رنگ کے پھولوں کے کھلنے کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ میرے محبوب کے سرخ رنگ سے یہ پھول متاثر ہوئے ہیں۔ حالانکہ پھولوں کے سرخ رنگ کی وجہ یا سبب یہ نہیں بلکہ پھول تو قدرتی طور پر خود سرخ رنگ کے ہوتے ہیں۔

مثال نمبر ۲۔
بے سبب زلزلہ عالم میں نہیں آتا کوئی بیتاب تہہ خاک تڑپتا ہوگا۔

زلزلہ آنے کا اصل سبب کچھ اور ہے۔ جغرافیہ دانوں نے اس کے کئی ایک اسباب بتائے ہیں۔ لیکن شاعر نے زلزلہ آنے کا سبب یہ بتایا ہے کہ بدقسمت عاشق مرنے کے بعد بھی قبر میں سکون سے نہیں رہتا بلکہ محبت کی بے تابی سے مٹی کے نیچے بھی تڑیتا
پھڑکتا رہتا ہے۔

یا

<u>صنعت حسن تعلیل</u>:
یہ صنایع معنی کی ایک اہم قسم ہے۔ حسن تعلیل کے لفظی معانی خوبصورت وجہ بیان کرنا۔ حسن خوبی۔ تعلیل۔ علت یا دجہ بیان کرنا مختلف عوامل یا اعمال یا چیزیں جو ظاہر ہوں ایک ان کی حقیقی علت ہوتی ہے۔ دوسری سائنسی علت ہوتی ہے۔ سائنس دان
اس کو اور نگاہ سے دیکھا ہے۔ اور شاعر اور نگاہ سے۔

سجدہ شکر میں ہے شاخ ثمر دار ہر اک دیکھ کر باغ جہاں میں کرم عزو جل
اب اس شعر میں شاخوں کا جھکنا تو فطرتی بات ہے۔ مگر شاعر نے شعر میں اپنی علت بیان کی ہے۔

۳۔ <u>صنعت لف و نشر</u>:
لف کا مطلب ہے لپیٹنا اور نشر کا مطلب ہے پھیلانا۔ اگر شاعر کسی شعر میں کچھ اشیا کا پہلے ذکر کرے اور پھر ان کے بات کا ذکر کرے تو اسے صنعت لف و نشر کہتے ہیں۔

سوال نمبر ا۔ ترے رخسار و قدم و چشم کے ہیں عاشق زار
گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا

پہلے مصرعے رخسار، قد اور چشم کی مناسبت سے دوسرے مصرعے میں گل، سرو اور نرگس کے الفاظ لائے ہیں۔

سوال نمبر ۲۔ برابری کا تری گل نے جو خیال کیا
صبا نے مار طمانچے منہ اس کا لال کیا
پھول کی سرخی کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ اس نے حسن و نزاکت میں محبوب کی برابری کا خیال کیا۔ اس گستاخی کی سزا کے وپر ہونے طمانچے مار مار کر اس کے گال سرخ کر دیئے ہیں۔

صنعت لف و نشر: یا
لف کا مطلب لپٹنا اور نشر کا مطلب کھولنا کسی ایک شعر میں کچھ الفاظ کو لپٹ کر بیان کرنا پھر دوسرے شعر میں ان الفاظ کو کوٹنا یہ ایک مصرعے میں بھی ہو سکتا ہے اور دو میں بھی اس کی تین اہم صورتیں ہیں۔
جن میں مرتب۔ غیر مرتب اور معلوس
ترتیب شامل ہیں۔ اس کی ایک مثال یہ ہے۔
تیرے رخسار و قد و چشم کے ہیں عاشق زار گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا

۴۔ صنعت تضاد:
اگر شعر میں دو ایسے الفاظ لائے جائیں جن کے معنی ایک دوسرے سے متضاد اور متصادم ہوں انہیں صنعت تضاد کہتے ہیں۔ مثلاً روز و شب، سیاہ سفید، زمین و آسمان، صبح و شام وغیرہ۔
مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں
دیئے گئے شعر میں "وصل" اور "جدائی" کے الفاظ آئے ہیں۔ یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔

صنعت تضاد کی مزید مثالیں:۔
۱۔ اقرار میں کہاں ہے انکار کی سی خوبی
ہوتا ہے شوق غالب ان کی نہیں نہیں پر
اقرار" اور "انکار" ایک دوسرے کے متضاد الفاظ ہیں۔ جو کہ صنعت تضاد ہیں۔
۲۔ ایک سب آگ، ایک سب پانی.
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں
آگ اور پانی" ایک دوسرے کے متضاد ہیں۔ جو کہ صنعت تضاد ہیں۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

PreMed

۳۔ خرد کا نام جنون رکھ دیا، جنون کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے
خرد اور جنون " ایک دوسرے کے متضاد الفاظ ہیں۔ جو کہ صنعت تضاد ہیں۔

۵۔ <u>صنعت سوال و جواب:</u>
یہ ایک ایسی صنعت ہے جس میں شعر کے اندر ہی سوال کیا جاتا ہے اور پھر شعر میں ہی جواب دیا جاتا ہے۔ خوبصورت مثال یہ ہے۔
کہا جاپان کو جائیں؟ کہا جاپان کو جاو۔
کہا اونٹ پر بیٹھیں؟ کہا اونٹ پر بیٹھو۔
کہا کوہان کا ڈر ہے؟ کہا کوہان تو ہوگا۔

۶۔ <u>صنعت تجنیس</u>:
اس کے معنی ایک ہی جنس یا ایک ہی نوع کا ہوتا ہے۔ اس کی تین صورتیں ہیں جن میں تجنیس تام۔ تجنیس مرکب اور تجنیس مماثل شامل ہیں اس کی خوبصورت مثال ملاحظہ فرمائیں:
قاتل نے لگایا نہ میرے زخم پہ مرہم حسرت یہ رہی جی کی جی میں گئے مرہم

تجنیس محرف: دو الفاظ جو تحریر میں بالکل یکساں ہوں لیکن اعراب میں فرق ہو، تجنیس محرف کہلاتے ہیں۔
تیرا در چھوڑ کے میں اور کدھر جاؤں گا گھر میں گھر جاؤں گا صحرا میں بکھر جاؤں گا
درج بالا شعر میں لفظ "گھر" تجنیس محرف ہے۔ جو دو بار الگ الگ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

مثال کے طور پر دو اشعار درج ذیل ہیں:۔
ا۔ گلے سے لگتے ہیں جتنے گلے تھے بھول گئے ورنہ یاد تھیں مجھ کو شکایتیں کیا کیا
درج بالا شعر میں " گلے " تجنیس محرف ہے جو دو بار الگ الگ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

۲۔ یہ بھی نہ پوچھا کسی صیاد نے کون رہا کون رہا ہو گیا
درج بالا شعر میں " رہا " تجنیس محرف ہے جو دو بار الگ الگ معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

تجنیس تام: کلام میں ایسے الفاظ جو الا کے لحاظ سے تو ایک جیسے ہوں مگر دونوں کا مطلب جدا ہو۔ تجنیس تام کہلاتا ہے۔

یہ بھی نہ پوچھا کبھی صیاد نے کون رہا کون رہا ہو گیا

میں نے مجنون پر لڑکپن میں اسد سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

<u>۷۔ صنعت جمع:</u>

یہ ایک ایسی صنعت ہے جس میں کسی وجی یا کم کی بدولت ایا کو جمع کیا جاتا ہے۔ مثلاً بوئے گل نالہ دل دور چراغ محفل

جو تیری بزم سے نکلا سو پریشان نکلا

<u>۸۔ صنعت تفریق:</u>

کلام میں دو چیزوں کا ذکر کر کے دونوں کے درمیان فرق بتانے کو صنعت تفریق کہتے ہیں۔

۱۔ وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر

اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اس شعر میں قدیم دور کے مسلمانوں اور موجودہ دور کے مسلمانوں کے اخلاق و کردار کا فرق واضح کیا گیا ہے۔

۲۔ بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں

تھا براہیم پدر اور پسر آزر ہیں

اس شعر میں بھی بتایا گیا ہے کہ قدیم دور کے مسلمان بت توڑنے والے تھے۔ موجودہ دور کے مسلمان بت بنانے والے ہیں۔

۳۔ تھے تو آباد وہ تمھارے ہی، مگر تم کیا ہو؟

ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظر فردا ہو!

قدیم دور کے مسلمان محنت کرنے والے تھے اور تم بے کار بیٹھے رہتے ہو۔ یہ فرق بتایا گیا ہے۔

۴۔ حیدری فقر ہے، نے دولت عثانی ہے

تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے

صحابہ اکرام اور موجودہ مسلمانوں کے کردار کا فرق بتایا گیا ہے۔

مستحمل العذین

ایسا کلام کہنا جس کے دو معنی نکل سکتے ہوں اور دونوں ایک دوسرے کے بر عکس ہوں متحمل العذین کہلاتا ہے۔ مثلاً:

کل گدھے پر جاکر نظم پڑھنا اور میں روپے کا چیک لانا۔

اس جملے کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ کل جانا اور گدھے "پر نظم پڑھنا اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ گدھے پر بیٹھ کر جاتا اور نظم پڑھنا۔ اس طرح کی پانچ مثالیں تلاش کر کے لکھیں۔

چند مثالیں: ''اک پھول کا مضمون ہو تو سو رنگ میں باندھوں''

اب رنگ کے دو معنی ہیں، ایک تو وہی معمولی رنگ، دوسری طرح، قسم، طرز، یہاں یہی دوسرے معنی مراد ہیں۔

شب جو مسجد میں جا پھنسے مومن رات کاٹی خدا خدا کر کے

خدا خدا کر کے (ایہام) یعنی اللہ اللہ کر کے عبادت کر کے اور دوسرا مفہوم ہے مشکل کے ساتھ۔

''دم اور بڑھ گیا تھا لہو چاٹ چاٹ کے'' (عربی میں دم خون کو بھی کہتے ہیں)

''سب فوج کی تیغیں تھیں اور اک شاہ کا دم تھا''۔ (دم تلوار کی باڑھ کو بھی کہتے ہیں) ''ایسا گناہ کیا ہے کہ کچھ جسکی حد نہیں" (حد گناہ کی سزا کو بھی کہتے ہیں)

''چپ ہوں مگر زباں ہے وہی اپنے کام میں'' (کام فارسی میں تالوں کو بھی کہتے ہیں)

چند شعری اصطلاحات کی تعریف اور پہچان

شعر: وہ کلام موزوں جو با مقصد ہو، ایک خیال کو ظاہر کرے اور جس کے دونوں مصرعے ایک ہی وزن میں ہوں شعر کہلاتا ہے۔

مصرع: شعر کی ایک سطر مصرع کہلاتی ہے۔ ایک شعر میں دو مصرعے ہوتے ہیں۔ پہلے مصرعے کو مصرع اولیٰ اور دوسرے کو مصرع ثانی کہتے ہیں۔

بند: دو اشعار کا مجموعہ ایک بند ہوتا ہے۔ بند میں تمام مفہوم و معانی، مقصد اور بیان پورا ہو جاتا ہے۔

مطلع

مطلع کے لغوی معنی طلوع ہونے ظاہر ہونے کی جگہ یا چاند سورج نکلنے کی جگہ ہیں۔ لیکن شاعری کی اصطلاح میں غزل کے کو مطلع کہا جاتا ہے۔ اس شعر کے دونوں مضرعے ہم قافیہ ہوتے ہیں۔

مثلاً میر کا یہ شعر:

میر دریا ہے سے شعر زبانی اس کی
اللہ اللہ رے طبیعت کی روانی اس کی

یہ شعر میر کی غزل کا مطلع ہے۔ اس میں زبانی روانی قالیے ہیں۔ اور دونوں مصرع ہم قافیہ ہیں۔

مقطع

مقطع کے لفظی معنی کاٹنے یا ختم ہونے کے ہیں۔ شعری اصطلاح میں اس سے مراد غزل کا آخری شعر جس میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرے مقطع کہلاتا ہے۔ جیسے غالب لکھتے ہیں۔

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد   سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

اس میں ''اسد" غالب کا تخلص ہے۔

قافیہ

شعر کے آخر میں آنے والے ہم آواز الفاظ کو قافیہ کہا جاتا ہے۔ ہر شعر میں قافیہ تبدیل ہوتا ہے۔ تاہم ان کی صوت (آواز) ایک جیسی رہتی ہے۔ قافیہ کی جمع قوافی ہے۔ قلفیے کی چند مثالیں دیکھیں۔

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے   آخر ایک درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بے زار   یاالٰہی! یہ ماجرا کیا ہے
جان تم پر نثار کرتا ہوں   میں نہیں جانتا دُعا کیا ہے

ان اشعار میں ہوا، دوا، ماجرا اور دُعا قلفیے ہیں۔ یہ تمام الفاظ ہم آواز ہیں۔

ردیف:

ردیف کے لغوی معنی سوار کے پیچھے بیٹھنے والے کے ہیں۔ شعر کے آخر میں آنے والے لفظ یا الفاظ کے مجموعے کو ردیف کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ لفظ یا الفاظ قلفیے کے بعد آتے ہیں اس لیے انہیں ردیف کا نام دیا گیا ہے۔ ہر شعر میں ردیف کا لفظ یا الفاظ ہو
بہو دُہرائے جاتے ہیں اور ان میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔

ردیف کی چند مثالیں دیکھیں:

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

کوئی امید بر نہیں آتی کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن معین ہے نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
پہلے آتی تھی حال دل پہ ہنسی اب کسی بات پر نہیں آتی

ان اشعار میں الفاظ نہیں آتی" ردیف کی مثالیں ہیں۔ یہ الفاظ بغیر کسی تبدیلی کے ہر شعر میں دہرائے گئے ہیں۔

تلمیح

تلمیح کے لغوی معنی "اشارہ کرنے'' کے ہیں۔ ادب کی اصطلاح میں تلمیح سے مراد کلام میں ایسا لفظ، الفاظ یا ترکیب لانا ہے جو کسی قرآنی آیت، حدیث نبوی، تاریخی واقعے، داستان، روایتی کہانی، تہذیبی یا ثقافتی روایت یا کسی علمی و فنی اصطلاح کی طرف اشارہ کرے۔ تلمیح کا مقصد مختصر اشارے سے اصل مفہوم کو قاری تک پہنچانا ہوتا ہے۔ اس سے کلام میں دلکشی اور رعنائی پیدا ہوتی ہے۔

کلام میں کسی مشہور واقعہ، قصہ، کہانی، آیت قرانی یا کسی فن کی اصلاح کی طرف اشارہ کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔

<u>استعمال و مثال</u>: مثال کے طور پر مرزا غالب کا ایک شعر ہے۔

کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب
آؤ نا ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی

اس شعر میں اس واقعے کی طرف اشارہ ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر چڑھ کر اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کی خواہش کی تھی۔ اس خواہش کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے تجلی ظاہر کی جس کی تاب نہ لاتے ہوئے آپ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے اور کوہِ طور جل کر سیاہ ہو گیا۔

ایک اور مثال ہے:

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

مندرجہ بالا شعر میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ بادشاہ نمرود آپ علیہ السلام کو آگ میں جلا دینے کی دھمکی دیتا ہے اور کہتا ہے کہ میرے آگے سجدہ کرو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنے کی بجائے آگ میں کود پڑتے ہیں اور یہ آگ آپ علیہ السلام کے لیے گلشن بن جاتی ہے۔

کسی شعر میں تاریخی، مذہبی یا تہذیبی واقعہ کی طرف مختصر اشارہ کرنا تلمیح کہلاتا ہے۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

کیا کیا خضر نے سکندر سے   اب کسے رہ نما کرے کوئی
اس شعر میں مشہور روایت (حقیقی ہو یا فرضی) کی طرف اشارہ ہے کہ خضر سکندر بادشاہ کو آپ حیات پلانے کے لئے گئے لیکن خود تو آب حیات پی کر ابدی زندگی حاصل کر لی لیکن سکندر کو اس سے محروم رکھا۔ اسی طرح کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب آؤ نا! ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی
اس شعر میں اشارہ ہے اس واقعہ کی طرف کہ حضرت موسیٰ نے کو دو طور پر جا کر اللہ سے التجا کی ہ یا اللہ تو مجھ سے اپنا دیدار کرا۔ جواب ملا اے موئی تو مجھے دیکھ نہیں سکتا۔۔۔۔۔۔

ذیل میں چند تلمیحات تفصیل سے بیان کی گئی ہیں۔

ا۔ طوفان نوح

حضرت نوح علیہ اسلام اللہ کے برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ نوع نے ساڑھے نو سو سال تبلیغ کی تھی لیکن اس کے باوجود ان کی تبلیغ صرف نو افراد ایمان لائے حضرت نوح جب اپنی قوم کی ایڈا سے تنگ آ گئے تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے ان پر عذاب نازل کرنے بد عا کی۔ جس پر ایک زبردست طوفان آیا اور سیلاب میں ساری قوم نوح بہہ گئی صرف وہی نو افراد جو نوع کے ساتھ ایک کشتی نا سوار تھے زندہ سلامت رہے۔

۲۔ یعقوب کنعان:

آپ حضرت یوسف کے والد تھے۔ انھیں حضرت یوسف سے بہت محبت تھی۔ یوسف کو ان کے بھائیوں نے کنوئیں میں اور بعد میں وہ مصر میں قید کر لیے گئے تو حضرت یعقوب اپنے بیٹے کی جدائی میں دن رات روتے رہتے جس سے ان کی آنکھوں کی
کی ختم ہو گئی۔

۳۔ یوسف کی زندان:

حضرت یوسف اپنے بھائی ابن امین کی وجہ سے چوری کے ایک الزام میں مصر میں قید کر لیے گئے تھے بعد میں وہاں سے ازت رہا ہو گئے تھے اور مصر کے بادشاہ بن گئے۔

(۴) سکندر اعظم:

سکندر اعظم مقد و نیا یونان کا بادشاہ تھا۔ بہت کم عرصے میں ہی انھوں نے آدھی سے زیادہ دنیا فت کر لی تھی لیکن ایک ائل میں دارا سے لڑتے ہوئے شکست کھائی اور مر گئے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ مر گیا تو اس کے ہاتھ کفن سے باہر تھے جس کا مطلب یہ گیا کہ اتنا بڑا بادشاہ یوں خالی ہاتھ دنیا سے چلا گیا۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

اصنافِ ادب

اصناف ادب سے مراد اردو ادب کے وہ خاص پیرائے ہیں جو ادب اور غیر ابی تحریر کو الگ کرتے ہیں۔ انصاف کی کو صنف ہے۔ ادب سے مراد بات کرنے کی عمدہ صلاحیت ہے۔ اصناف ادب کو دو حصوں میں تمیم کیا گیا ہے۔ جن میں امانی کی
اور اصناف نثر شامل ہیں۔

اصنافِ سخن کی تعریف اور پہچان

اصناف سخن:
بہترین الفاظ کو بہترین انداز میں لکھنا یا بیان کرنا اصناف سخن کھلاتا ہے۔ اس میں جملے کی ساخت پر توجہ نہیں کی جانہ اس میں گرائمر پر بھی خاص توجہ نہیں دی جاتی۔ اس میں جملے کا انداز اتنا کش ہوتا ہے کہ فور آدل میں گھر کر جاتا ہے۔ اس میں انفال کی ترتیب کا خاص خیال نہیں رکھا جاتا۔ اصناف سخن میں غزل، نظم، قصیدہ، مرثیہ، مثنوی اور رباعی وغیرہ شامل ہے۔

ا۔ حمد:
حمد قصیدے کی ایک مخصوص قسم جس میں صرف اور صرف اللہ تعالٰی کی بزرگی اور عظمت بیان کی جائے، اس کی صفات حمیدہ کا ذکر ہو، جس میں خالق کائنات کے حضور میں اپنے بندہ ہونے کے جذبات پیش کئے جائیں۔ جس میں اللہ تعالٰی ثناء بیان ہو۔

ایسی نظم جس میں اللہ تعالی کی تعریف و توصیفیا بیان کی گئی ہو۔ حمد ایک عربی لفظ ہے، جس کے معنی " تعریف کے ہیں۔ اللہ کی تعریف میں کہی جانے والی نظم کو حمد کہتے ہیں۔

۲۔ نعت:
نعت قصیدے کی ایک قسم ہے جس میں رسول میں علی نام کی تعریف کی جاتی ہے۔ آپ کے اوصاف حمیدہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ سے عقیدت اور محبت کا ذکر کیا جاتا ہے۔ آپ میل ٹیم کے مقامات اور مراتب کا بیان ہوتا ہے۔ یا

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدحت، تعریف و توصیف، شمائل و خصائص کے نقلی انداز جہاں گو نعت یا نعت خوانی یا نعت گوئی کہا جاتا ہے۔

Click here to access the Fsc TOPICAL MCQS

۳۔ نظم:

(۱) نظم کے لفظی معنی ہیں پرونا جیسے موتی لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ ادب کی رُو سے اشعار کے مجموعے کو نظم کہتے ہیں۔

(۲) ''کسی ایک خیال یا موضوع کے تحت لکھے گئے اشعار کو نظم کہتے ہیں"۔

جدید دور میں نظم ارتقائی مراحل سے گزرتے ہوئے آج کئی حالتوں میں تقسیم ہو چکی ہے، جس کی پانچ بنیادی قسمیں ہیں:

۱۔ پابند نظم: اس نظم میں وزن اور بحر کے ساتھ ساتھ قافیہ اور بسا اوقات ردیف کی پابندی بھی ضروری ہوتی ہے۔

۲۔ معری نظم: معری نظم میں قافیہ اور ردیف کی پابندی نہیں ہوتی مگر وزن اور بحر کی پابندی لازمی ہے۔

مثلاً: سوچتا ہوں کہ بہت سادہ و معصوم ہے وہ
میں ابھی شناسائے محبت نہ کروں
اُس کو رسوانہ کروں وقف مصیبت نہ کروں
وہ محبت کی بھلا تاب کہاں لائے گی
خود تو وہ آتش جذبات میں جلے گی
اور دنیا کو اس انجام پہ تڑپائے گی

(۳) آزاد نظم:

آزاد نظم میں قافیہ، ردیف، وزن اور بحر کی پابند نہیں ہوتی۔ کچھ مصرعے چھوٹے اور بڑے ہوتے ہیں لیکن اشعار میں ایک ربط، تسلسل اور ترنم ہوتا ہے۔

مثلاً: حوصلے کے آدمی
اپنے دل کے زخموں پر
مسکرا بھی سکتے ہیں
بت بنانے والے ہاتھ
فیصلے کے لمحوں میں
بت گرا بھی سکتے ہیں

(۴) نثری نظم:

وہ نظم جس میں قافیہ ردیفہ، اور بحر کی ضرورت نہیں ہوتی البتہ وزن کا ہونا ضروری ہے۔

Click here to access the Fsc TOPICAL MCQS

(۵) یک مصرعی نظم:

یک مصرعی نظم اُردو شاعری کی ایک جدید قسم ہے۔ اس کی ابتدا چترال سے ہوئی۔ رحمت عزیز چترالی نے پہلی ایک مصری نظم ۱۹۹۶ میں لکھی اور اس کے بعد ۲۰۱۰ میں روف خیر اور دیگر پاکستانی شعراء نے بھی چند یک مصری نظمیں کہیں۔

سانیٹ (Sonnet):

سانیٹ مغربی شاعری میں موسیقیت و غنائیت کا عمدہ نمونہ ہے۔ یہ صنف شاعری مغرب سے اُردو میں آتی ہے۔ یہ دراصل مراد ادب میں اس کا آغاز کرنے والوں میں اختر شیرانی، عظمت اللہ اور ن م راشد شامل ہیں۔ اس کی درج ذیل تین ہیئتیں زیادہ ترمانی جدید مصرعوں پر مشتمل ہوتی ہے اور قافیوں کی خاص ترتیب سے پہچانی جاتی ہے۔ اس میں غزل کی اشاریت اور نظم کا مسلسل پایا جاتا ہے۔ اردو میں اس کا آغاز کرنے والوں میں اختر شیرانی، عظمت اللہ اور ن۔ م راشد شامل ہیں۔ اس کی درجہ ذیل تین ہیئتیں زیادہ تر رائج ہیں۔

الف:	ب:	ج:
الف: _____	الف: _____	الف: _____
ب: _____	ب: _____	ب: _____
ب: _____	ب: _____	الف: _____
الف: _____	الف: _____	ب: _____
الف: _____	الف: _____	ج: _____
ب: _____	ب: _____	د: _____
ب: _____	ب: _____	ج: _____
الف: _____	الف: _____	د: _____
ج: _____	الف: _____	ہ: _____
د: _____	ب: _____	و: _____
ہ: _____	ج: _____	ہ: _____
ج: _____	د: _____	و: _____
د: _____	د: _____	ز: _____
ہ: _____	ج: _____	ز: _____

ان تینوں اقسام میں سانٹ کے ہر بند میں قافیوں کی ترتیب مختلف ہے۔

۴۔قطعہ:
ایسی نظم جس میں دو یا دو سے زیادہ بہت ہوں۔ ان کا مضمون ایک ہی ہو اور صرف ہر دوسرا مصرع اہم قافیہ ہو۔

۵۔غزل:
غزل کا لفظ عربی زبان کا ایک مصدر ہے۔ جس کے معنی "کانا" (چرنے پر روئی سے سوت "دھاگہ" بات) ہے۔

ادب کی رُو سے غزل کے معنی ہیں عورتوں سے باتیں کرنا، عورتوں کے محسن جمال کی تعریف کرنا۔
غزل نظم کی ایسی صنف ہے جس میں عشق و محبت (حقیقی و مجازی) کا ذکر ہوتا ہے۔
غزل کے کم از کم اشعر کی تعداد پانچ اور زیادہ کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔

۶۔منقبت:
ایسی نظم جس میں صحابہ کرام، بزرگان دین یا اولیاء اللہ کے کمالات، خوبیوں اور مراتب کا ذکر ہو، منقبت کہلاتی ہے۔

۷۔قصیدہ:
قصیدہ اس مسلسل نظم کو کہتے ہیں کہ جس کے دو مصرے باقی تمام اشعار ہم قافیہ ہم ردیف ہوتے ہیں لیکن ردیف کی پابندی ضروری نہیں اس کے اشعار کی تعداد کم از کم پانچ اور زیادہ کچھ بھی ہو سکتے ہیں۔

۸۔مرثیہ:
وہ نظم جس میں کسی مردہ شخص کی تعریف بیان کی جاتی ہے۔ اس کے اوصاف کا ذکر ہوتا ہے۔ اور اس کی موت پر ماتم کا نوار کیا جاتا ہے۔ مرثیہ کہلاتی ہے۔ لیکن آج کل مرثیہ کی صنف شہیدانِ کربلا کے لیے مخصوص ہو کر رہ گئی ہے۔ اور اس میں اہل ان کی شہادت اور ان کی بہادری اور ان پر ڈھائے جانے والے مظالم کا ذکر کیا گیا ہے۔ **اردو میں تعریف**:

اُردو میں مرثیہ اس نظم کو کہا جاتا ہے جس میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور دیگر شہدائے کربلا کی شہادت کا کیا جائے۔ اُردو میں دوسرے لوگوں کی موت پر کہی جانے والی نظم کو شخصی مرثے کا نام دیا جاتا ہے۔ جیسے حالی کا مرثیہ۔

اب۔ اقبال کا مرثیہ۔ داغ کا مرثیہ وغیرہ۔

مرثیہ کے مندرجہ ذیل حصے ہیں۔

۱) چہرا ۲) سراپا ۳) رخصت ۴) آمد
۵) رجز ۶) جنگ ۷) شہادت ۸) دعا

۹۔ مخمس: جس نظم کے ہر بند میں پانچ مصرعے ہوں اسے "مخمس'' کہتے ہیں۔

یا

مخمس اس نظم کو کہتے ہیں جس میں ہر بند پانچ مصرعوں پر مشتمل ہو۔ ہر بند کے پہلے چار مصرعے ہم قافیہ ہوئے میرا پانچواں مصرع ہر بند کے پانچوں مصرعوں کے ساتھ ہم قافیہ ہوتا ہے۔

۱۰۔ مدس:

مسدس چھ مصرعوں کے ایک بند پر مشتمل شاعری کو کہتے ہیں۔ اس کے پہلے چار مصرعے، ہم قانی اور مسلسل ردیف ہوتے ہیں۔ پانچواں اور چھٹا مر ہم قافیہ وہم ردیف ہوتے ہیں۔ طویل اور مسلم منظومات کے لیے اس کا ستاری ہوا ہے۔ سب سے مشہور مولانا حالی کی مسدس ''مسدس حالی'' ہے۔

ایسی نظم جو چھ مصرعوں پر مشتمل ہو مسدس کہلاتی ہے۔

مسدس ترجیح بند:

یا

مسدس کے ہر بند کا تیر اشعر اگر مین و عن دُہرایا جائے تو اسے ٹیپ کا شعر اور ایسی مسدس کو مسدس ترجیح بند گئے ہیں۔ نظم بڑھے چلو بھی مسدس ترجیح بند کی مثال ہے۔

۱۱۔ رباعی:

رباعی عربی کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی چار چار کے ہیں۔ شاعرانہ مضمون میں رباعی اس صنف کا نام ہے جس میں مصرعوں میں ایک مکمل مضمون ادا کیا جاتا ہے۔ رباعی کا وزن مخصوص ہے، پہلے دوسرے اور چوتھے مصرعے میں قانیہ ان غرور ہے۔ تیسرے مصرعے میں اگر قافیہ لایا جائے تو کوئی عیب نہیں۔ اس کے موضوعات مقرر نہیں۔ اردو فارسی کے شعرانے کو کے خیال کو اس میں سمویا ہے۔ رباعی کے آخری دو مصرعوں خاص کر چوتھے مصرع پر ساری رباعی کا حسن واثر اور زور کا اٹھا۔ چنانچہ علمائے ادب اور فصحائے سخن نے ان امور کو ضروری قرار دیا ہے۔

۱۲۔ مثنوی:

اُردو ادب کی اصطلاح میں اس نظم کو مثنوی کہا جاتا ہے۔ جس کے ہر شعر کے دونوں مصرعے آپس میں ہم تانہ ہے عام طور پر اس میں کوئی طویل قصہ یا داستان بیان کی جاتی ہیں۔

جیسے : مثنوی سحر البیان اور نیم لکھنو کی گلزار نسیم مشہور مثنویاں ہیں۔ فارس میں فردوسی کا علوی باس) روم کی مثنوی "مثنوی معنوی" شاہکار مثنویاں ہیں۔

۱۳۔ شہر آشوب:

ادب کی اصطلاح میں شہر آشوب اس طویل نظم کو کہتے ہیں جس میں ان تکالیفوں اور مصیبتوں کا بیان ہو جو سیاسی انقلاب کے باعث کسی شہر یا ملک پر نازل ہوئی ہوں۔

شاکر، ناجی، میر، سودا، داغ، سالک وغیرہ نے شہر آشوب کہے ہیں۔

یہ سیلاب بلا بلقان سے جو بڑھا آتا ہے   اُسے روکے گا مظلوموں کی آہوں کا دھواں کب تک

خراب ہیں وہ عمارات کیا کہوں تجھ پاس   کہ جن کے دیکھے سے جاتی رہی بھوک اور پیاس

ملی ہے خاق میں شکلیں جو ماہتاب کی تھیں   کھنچتی ہے کانٹوں میں، جو پتیاں گلاب کی تھیں

اصنافِ نثر کی تعریف اور پہچان:

اصنافِ نثر:

بہترین الفاظ کو سادہ مگر عمدہ طریقے سے بیان کرنا اصناف نثر کہلاتا ہے۔ اس میں جملے کی ساخت پر زیادہ توجہ دی جاتی ے جملے کو معیاری انداز میں لکھا جاتا ہے۔ اسناف نثر میں افسانے، ناول، آپ بیتی، جگ بیتی، داستان اور سفر نامے وغیرہ شامل ہیں۔

۱۔ مضمون:

کسی متعین موضوع پر اپنے خیالات اور جذبات کا تحریری اظہار مضمون ہے۔ مضمون کے لئے موضوع کی کوئی قید نہیں۔ ردو میں سر سید نے مضمون نویسی کا باقاعدہ آغاز کیا۔ رسالے تہذیب الاخلاق نے مضمون نویسی کی ترویج و ترقی میں اہم کردار ادا کیا۔

۲۔ انشائیہ:

انشائیہ ایک شخصی صنف ادب ہے۔ انشائیہ نگار کی ذات کو اس صنف میں مرکزیت حاصل ہوتی ہے۔ انشائیہ نگار اپنی ذات کے حوالے سے شگفتہ اسلوب میں اشیا کے بارے میں اپنا فلسفیانہ نقطہ نظر واضح کرتا جاتا ہے۔ یعنی انشائیہ "ایک داخلی، ذاتی اور ایسی موضوعی (جس کا کوئی موضوع / عنوان ہوتا ہے) تحریر ہے جس کا اسلوب اور بیان کا خارجی مقصد کا تابع (مطیع، فرمانبردار) نہیں بلکہ لکھنے والے کی شخصیت، اس کی زندگی کے مجموعی تصور اور انفرادی احساس کا اظہار ہے۔ عام مضمون نویسی کے برعکس انشائیہ کا لہجہ، سادہ، بے تکلف اور گھریلو ہوتا ہے۔

PreMed

ایک مغربی نقاد کے مطابق: ''انشائیہ نگاری ذہنی آزاد خیالی کا نام ہے۔''
سرسید کے بعد انشائیہ لکھنے والوں میں حالی، شبلی، آزاد، شرر، سجاد حیدر یلدرم، نذیر احمد، فرحت اللہ بیگ، رشید احمد صدیقی، مشکور حسین یاد اور آغا کے نام اہم ہیں۔

۳۔ ناول

ناول اطالوی زبان کے لفظ Novella سے نکلا ہے۔ لغت کے اعتبار سے ناول کے معنی نادر اور نئی بات کے ہیں۔ لیکن صنف ادب میں اس کی تعریف بنیادی زندگی کے حقائق بیان کرنا ہے۔ ناول کی اگر جامع تعریف کی جائے تو وہ کچھ یوں ہو گی
"ناول ایک نثری قصہ ہے جس میں پوری ایک زندگی بیان کی جاتی ہے۔"
ناول کے عناصر ترکیبی میں کہانی، پلاٹ، کردار، مکالمے، اسلوب اور موضوع وغیرہ شامل ہیں۔
ناول وہ کہانی ہے، جس کی بنیاد حقیقی زندگی پر ہوتی ہے۔ اس میں زندگی کا کوئی ایک دور اس طرح پیش کیا جاتا ہے کہ دور اپنے تمام رنگوں کے ساتھ موجود ہوتا ہے۔ کہانی کے واقعات کے بہاؤ میں ایک فطری پن ہوتا ہے۔ اس کے کردار گوشت پوست کے انسان ہوتے ہیں۔ جن میں خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ اور خامیاں بھی۔ کرداروں کے مکالموں کی زبان، ان کے مرتباء مزاج کے مطابق ہوتی ہے۔

۴۔ افسانہ:

''افسانہ'' کے لیے انگریزی زبان کے الفاظ Fiction اور Short Story استعمال ہوتے ہیں۔ یہ ناول اور داستان کی نوعیت (قسم) سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر جہاں ناول ایک پورے جہان کو اپنے اندر سمولیتا ہے، وہاں افسانہ اس جہان انسانی کی زندگی کا صرف ایک پہلو یا معاشرتی، معاشی اور سیاسی مسائل کا صرف ایک رُخ پیش کرتا ہے۔ پس ہم افسانہ کی تعریف یوں پیش کرنا ہیں: ''افسانہ'' ادب کی وہ صنف ہے جو زندگی، کردار یا واقعہ کے کسی ایک پہلو کو مکمل طور پر اس طرح پیش کرتا ہے کہ اسے ایک ہی نشست میں پڑھا جا سکے۔
یعنی افسانہ وہ مختصر کہانی ہے جسے آدھے گھنٹے سے لے کر ایک یا دو گھنٹے میں پڑھا جا سکتا ہے۔ یہ کسی شخص کی زندگی کے اہم اور دلچسپ واقعے کو فنی شکل میں پیش کرتا ہے۔ اس واقعے کے بیان میں ابتدا، عروج اور خاتمہ شامل ہے۔

۵۔ تنقید:

تنقید'' عربی کے لفظ ''نقد" سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں کھرا کھوٹا پرکھنا، جانچنا اچھے

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**

برُے میں امتیاز کرنا۔ ادبی اصلاحا میں تنقید " سے مراد کسی کلام یا فن پارے کی خوبیاں اور خامیاں ظاہر کرنا اور اس پر غیر جانب دارانہ رائے قائم کرنا۔

جب ہم ڈاکٹر عبادت بریلوی کے مضمون ''کچھ ادب کے بارے میں کا جائزہ لیتے ہیں تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے ہاں تحقیق و تنقید کی آمیزش اور تنقیدی اصولوں کو خوبی سے برتا گیا ہے۔

انھوں نے ایک محقق کی طرح ادب کے وجود میں آنے اور اس کی تاریخ کی کھوج لگائی پھر ایک نقاد کی حیثیت سے اس کو پرکھا اور اس کی اہمیت اور افادیت کو مدلل انداز سے بیان کیا۔

٦۔ مکالمہ:

مکالمہ دو یا دو سے زیادہ آدمیوں کی باہمی بات چیت کو کہتے ہیں۔ اس بات چیت یا گفتگو کے کئی پہلو ہوتے ہیں۔ اسی گفتگو سے سرے تک اپنے دل کی بات پہنچاتے ہیں اور ایک دوسرے کے خیالات سے آگاہ ہوتے ہیں۔ مکالمہ زبانی بھی ہوتا ہے اور تحریری بھی۔ اس سے ایک دوسرے کے جوہر و کردار کا پتا چتا ہے اور کسی کردار کی شخصیت کھل کر سامنے آتی ہے۔

٧۔ لوک کہانی:

لوک کہانیاں عوام کے خیالات و جذبات کی ترجمان ہوتی ہیں۔ لوک کہانیاں تحریری شکل میں نہیں ہوتی بلکہ سینہ بہ سینہ نسل در نسل چلتی رہتی ہیں۔ مختلف معاشروں، خطوں اور علاقوں کے سماجی، معاشی، سیاسی اور معاشرتی حالات ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ایک ہی کہانی کچھ تبدیلیوں کے ساتھ مختلف علاقوں میں رائج ہو۔

لوک کہانیوں میں مذہبی اور دینی عقائد کی بجائے خوش اعتقادی اور ضعیف اعتقادی کا عمل دخل زیادہ ہوتا ہے۔ لوگ کہانی کے ذریعے کسی بھی مخصوص علاقے یا خطے میں بسنے والے لوگوں کے رسم ورواج، طور طریقے، زندگی گزارنے کے ڈھنگ اور
ثقافتی اقدار وروایات کا اظہار ہوتا ہے۔

٨۔ ڈراما:

ڈراما جس یونانی لفظ سے ماخوذ ہے، اس کے معنی ہیں "کر کے دکھانا۔'' ڈراما بھی ایک کہانی ہوتی ہے۔ لیکن اسے کرداروں ایسے کیس کی حرکات و سکنات اور مکالموں کی مدد سے پیش کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اگر یہ کہا جائے تو بے جانہ ہوگا کہ ڈراما پڑھنے کی چیز نہیں ہے بلکہ پیش کرنے کی چیز ہے۔ اس میں سٹیج، اداکاروں اور مکالموں کی بہت زیادہ اہمیت ہوتی

ہے۔ یوں تو ڈراما سٹیج کے تقاضوں کو پیش نظر زندگی کیا رکھ کر لکھا جاتا ہے۔ لیکن بعض لوگوں نے ادبی ڈرامے بھی لکھے ہیں۔

۹۔ سفر نامہ:

سفر نامہ نگاری دنیا کے ہر ادب کی ایک مستقل صنف رہی ہے وہ تحریر جو سیاح دوران سفر یا اختتام سفر پر اپنے مشاہدات و اسلامی کیفیات اور اکثر اوقات قلبی واردات سے مرتب کرے اس کو سفر نامہ کہتے ہیں۔

۱۰۔ سوانح حیات:

کسی شخصیت کے متعلق اس کی زندگی کے بارہ میں تمام روداد کو یکجا کر کے مرتب کرنا اس کی سوانح حیات کہلاتی ہے۔ سوانح حیات کسی کے متعلق مرتب کی جاسکتی ہے جس میں پسندیدہ شخصیات بھی ہو سکتی ہیں۔ ان میں مذہبی اور روحانی شخصیات کو زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

Click here to access the **Fsc TOPICAL MCQS**